ڈاکٹر ظفر احمد*

اُردو قواعد کی جدید تحقیق: تجزیاتی مطالعہ

Abstract: *Grammar Study has two basic branches: Morphology and Syntax. In modern linguistics these are considered and studied entirely as single entities. Although in Urdu, traditional approaches are still active in language studies but modern trends have also gain foothold on the ground. Language studies took promptness after 1947 and within few years there are considerable works have been evolved. Newly established organizations for promotion of Urdu language played pivotal role to facilitate modern trends in Urdu linguistics. In this article some contemporary works of Urdu grammar have been analyzed.*

لسانی ماہرین کے مطابق زبانیں اپنے ارتقائی مراحل میں شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ ابتدا میں ان کی حالت پانی جیسی ہوتی ہے اور یہ خود کو مختلف سانچوں میں ڈھال لیتی ہیں۔ ان کی اصوات، گرامر اور الفاظ وغیرہ میں بھی تبدیلی کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے۔ اس لسانی تغیر کے پس پردہ ایک محور اگرچہ پایا جاتا ہے اور اسی مرکز کے گرد دیگر لسانی عناصر کا ارتقائی سفر جاری رہتا ہے مگر اس دوران سوائے مرکز کے ،زبانوں کا کوئی رنگ مستقل نہیں ہوتا۔ چونکہ اس ابتدائی دور میں قواعد کا نظام بھی تغیر پذیر ہوتا ہے یوں اس کی حیثیت غیر مستقل اور غیر معیاری ہوتی ہے۔ بعد میں جب زبانوں کا مدار مستقل ہو جاتا ہے تب ان کی شکل واضح ہونے لگتی ہے۔ بنیادی و ثانوی عناصر میں بھی ترتیب آجاتی ہے اور ان کا لسانی ڈھانچا تکمیل پا جاتا ہے۔ اس منزل کے بعد زبانوں میں بعض ذیلی عناصر ہی ایسے رہ جاتے ہیں جن میں کمی و بیشی وقت کے ساتھ ساتھ ہوتی رہتی ہے۔ دنیا کی کچھ زبانیں ایسی بھی ہیں جن میں مذکورہ ذیلی عناصر میں بھی تغیر پذیری کی گنجائش بہت کم ہوتی ہے۔ اس طرح کی زبانوں کو ناپیدگی کا شدید خطرہ بھی لاحق رہتا ہے۔ جن زبانوں میں یہ صورتحال نہیں ہوتی، ان کے ساتھ لسانی اعتبار سے یہ مسئلہ منسلک رہتا ہے کہ ان کی شکل ان تغیر پذیر ذیلی عناصر کی شدت کی وجہ سے بڑی سرعت سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اور ان کے ارتقائی مراحل کا تعین کرتے ہوئے مشکل پیش آتی ہے۔ ان ارتقائی مراحل کے دوران تغیر پذیری کی رفتار اور وجوہات مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی اس کی رفتار کم ہوتی ہے تو کبھی اس میں تیزی آجاتی ہے۔ اسی لیے زبانوں کی تاریخ کا مطالعہ دیگر علوم کے ساتھ بھی وابستہ ہو جاتا ہے۔ اس تغیر پذیری کی وجہ سے زبانوں کے ارتقائی مراحل کے مطالعے کے لیے اس کے تمام عناصر کا تاریخی و تقابلی مطالعہ ضروری قرار پاتا ہے۔ جب کسی زبان کے قواعد میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہے تو اس مطالعے کے ذریعے معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ تبدیلی زبان کے بنیادی اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں۔ یہ تبدیلی قبولیت حاصل کر لے تو قواعد کا مستقل حصہ بن جاتا ہے اور زبان کا مرکزی نظام بھی اسے قبول کر لیتا ہے۔

* استاد، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز، اسلام آباد

زبانوں کے اس لسانی نظام میں بنیادی اور اہم عنصر اس کے مرکزی نظام کی ساخت اور اس کا مزاج ہے۔ مرکزی نظام اس کی بنیادی اصوات، قواعد اور علم معانی یا معنیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر عنصر اپنی اپنی جگہ ایک مکمل نظام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ دوسرے عناصر کے علاوہ مرکزی نظام سے بھی منسلک ہوتا ہے۔ قواعد کا نظام بھی دیگر کی طرح کئی شاخوں میں منقسم ہوتا ہے۔ اس کی دو بڑی شاخیں صرف اور نحو ہیں۔ چونکہ قواعد کی ہر اکائی اپنی جگہ ایک نظام کی صورت رکھتی ہے۔ اس لیے جدید لسانیات میں ان اکائیوں کا علیحدہ سے منفرد اکائی کے طور پر مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جدید لسانیات میں صرف کو مارفالوجی(Morphology) کا نام دیا گیا ہے اور اس میں مارفیم(Morpheme) کا مطالعہ کیا جاتا ہے، جو اس کی اکائی ہے۔ مارفیم زبان کا سب سے چھوٹا با معنی لسانی ٹکرا ہے۔

> "لفظ اور اس میں یہ فرق ہے کہ اکیلا مارفیم با معنی ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی، جبکہ لفظ اکیلا بھی معنی دیتا ہے۔"(۱)

اردو میں یہ علم تشکیلات کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

> "لسانیات میں مارفالوجی جدید طریقہ مطالعہ ہے اور خاص معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے اسے صرف کے روایتی معنوں میں سے الگ سمجھنا چاہیے۔"(۲)

مارفیم کی دو بڑی قسموں (آزاد، پابند) کے علاوہ کئی ذیلی شاخیں بھی ہیں۔ نحو (Syntax) میں جملوں کی ساخت میں کارفرما اصول و عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ قدیم مغربی لسانی مطالعوں میں قواعد (گرامر) ان اکائیوں کے مشترک مطالعے کا نام تھا۔ مشرقی لسانیات میں اب بھی یہی اصطلاح زیادہ رواج پذیر ہے۔ ساخت یا طریقہ کار کے لحاظ سے قواعد کو چند ذیلی اقسام میں بھی رکھا جاسکتا ہے۔ زبان کی تدریس کے لیے جانے والے قواعد 'عملی یا تدریسی قواعد' کہلاتے ہیں۔ چونکہ یہاں بنیادی مقصد زبان سکھانا ہوتا ہے اس لیے ایسی کتب قواعد میں حتی الامکان آسانیاں مد نظر رکھی جاتی ہیں، تاکہ طالب لسان نئی زبان کی ساخت اور اصولوں سے جلد مانوس ہو سکے۔ 'روایتی قواعد' سے مراد یہ ہے کہ جس میں قدیم یونانی یا لاطینی قواعد کی پیروی کی گئی ہو۔ یہ قدیم طریقہ کار ہے جس میں یونانی یا لاطینی قواعد کے قاعدے قوانین کے تحت کسی زبان کی گرائمر کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جدید لسانیات کے مطابق یہ غیر سائنسی قواعد ہیں۔ کسی زبان کے قواعد کا مطالعہ اس کی ابتدا سے کرنے کو 'تاریخی قواعد' کا نام دیا گیا ہے۔ اس ارتقائی مطالعے میں وقت کے ساتھ ساتھ قواعد میں ہونے والی تبدیلیاں زیر بحث آتی ہیں۔ ارتقائی مراحل میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ کرتے ہوئے زبان کی قدامت کا تعین کیا جاتا ہے۔ 'توضیحی یا ہئیتی قواعد'، جدید لسانیاتی طریقۂ مطالعہ ہے۔ اس میں قواعد کی اکائیوں کا الگ الگ سائنسی انداز میں جائزہ لیا جاتا ہے۔ قواعد کی ساخت، افعال اور قوانین کی توضیح و تشریح اس کے موضوعات میں شامل ہیں۔ توضیحی قواعد میں، اصول قواعد کے اصول و ضوابط مرتب کرنے کی بجائے دریافتیں کی جاتی ہیں۔ کسی معیاری قدرتی زبان کے اصول و ضوابط کی روشنی میں مرتب ہونے والے قواعد "ٹیکسالی قواعد" کہلاتے ہیں۔ اس میں ان اصول و ضوابط کی پابندی لازمی ہوتی ہے جو مثالی زبان متعین کرتی ہے۔ سنسکرتی علمائے لسان نے اس نوع کے قواعد مرتب کرنے کی کوشش کی۔

علم قواعد میں کسی زبان کے کلمات اور جملوں کی ساخت، نوعیت، ترتیب، ترکیب، ان کی ذیلی شاخیں اور ان سے جڑے معانی کے نظام کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس علم میں ان عناصر کے مطالعے کے لیے ان کی ذیلی شاخوں اور اقسام بھی زیر بحث آتی ہیں۔ ہر قدرتی زبان میں کلمات کی ساخت سے لے کر معنیات تک اپنا ایک مخصوص نظام ہوتا ہے۔ کلمہ جملے کا بنیادی رکن ہے اور کئی کلمات سے مل کر جملہ مکمل ہوتا ہے۔ اس کا مطالعہ ساخت، افعال، ترتیب کے علاوہ جملہ سازی میں اس کے کردار کے تحت کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جملے کی اقسام، ساخت، افعال، اثر پذیری وغیرہ نیز کلمات اور جملوں کے ساتھ ساتھ معانی کا تنوع بھی زیر بحث آتا ہے۔

"گرامر، کلام کی ساخت، اجزاء کے منصب اور تفاعل کے لحاظ سے محل وقوع اور ساخت کے اندر ان کے باہمی تعلق اور عمل سے بحث کرتی ہے۔ اجزائے کلام کی ترتیب، باہمی تعلق اور عمل کے مباحث نحو کے موضوعات ہیں اور ان کی اپنی ساخت اور مجموعی ساخت میں ان کے محل وقوع، تفاعلی حیثیت اور اس کے اعتبار سے ہیئت میں تحریف، تبدیلی یا اضافہ، تجدید یا اقسام اور زمروں میں درجہ بندی صرف یا تشکیلات کے۔"(۳)

زبان کے اجزا و عناصر کی ساخت و نوعیت اور ان کے آپس میں قائم تعلق کے قاعدے قوانین کا پتہ لگا کر ان کو سامنے لانا گرامر ہے۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری کے مطابق

"گرامر کا زبان سے وہی تعلق ہے جو لفظ کا معنی کے ساتھ ہے۔ لفظ معنی کے ساتھ وجود میں آتا ہے۔ گرامر بھی زبان کے ساتھ ساتھ وجود میں آتی ہے۔ جب زبان میں استقرار پیدا ہو جائے اور اس کی مستقل اور مابہ الامتیاز حیثیت قائم ہو جائے تو گرامر کے اصولوں کو متعین کیا جا سکتا ہے۔ گرامر نام ہے زبان کے عام اور مستقل اصولوں کا جو زبان کی تعمیر اور اس کی نشو و نما میں حصہ لیتے ہیں۔"(۴)

جیسا کہ سطور بالا میں ذکر آ چکا ہے کہ قواعد کے ماہرین اسے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ صرف اور نحو۔ صرف اس زمرے کا نام ہے جس میں کلمات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور نحو میں جملے زیر بحث آتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحق کے مطابق

"صرف الفاظ کی تقسیم، گردان اور اشتقاق سے بحث کرتی ہے اور نحو، بات چیت یا جملے میں لفظوں کے ایک دوسرے سے اور جملوں کے باہمی تعلق، جملوں کی ساخت سے بحث کرتی ہے۔"(۵)

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی تحقیق ہے کہ

"علم صرف میں کلمات کے بننے یا بنانے کے طریقوں، اصولوں اور ان کے تغیر کا مطالعہ کیا جاتا ہے"۔(۶)

ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ صرف کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں۔

"علم صرف وہ علم ہے جس میں حروف و حرکات کے تغیر و تبدل سے مختلف طرح کے الفاظ اور مختلف قسم کے معانی پیدا ہوتے ہیں۔"(۷)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان علم نحو کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں

"ہر زبان میں ادائے مطلب کے لیے الفاظ کی ترتیب کا خاص طریقہ ہے۔ یہ طریقے بعض مشترک ہوتے ہیں اور بعض غیر مشترک جو خاص ایک ہی زبان کے ساتھ مخصوص ہیں۔ انہی طریقوں کے جزئیات کا نام نحو ہے۔"(۸)

ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ نحو کے ضمن میں رقم طراز ہیں

"وہ علم ہے جس سے اجزائے کلام کو ترکیب دینے اور جدا جدا کرنے کا ڈھنگ آتا اور کلمات کے ربط اور باہمی تعلق کا حال معلوم ہوتا ہے اور جس غلطی سے مطلب میں خلل واقع ہو اس سے کلام کو بچاتا ہے"(۹)

قیام پاکستان کے بعد اردو قواعد کی چھوٹی بڑی تالیفات، رسالوں کا اجراء جاری رہا۔ ان میں زیادہ تر تدریسی مقاصد کے لیے پیش نظر مرتب ہوئے تھے۔ ان میں اختلافی عناصر سے گریز اور پرانی کتب کی پیروی ملتی ہے۔ اختلافی امور سے اجتناب اور اختصار ان کے عملی پہلو ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں سامنے آنے والی کتاب "جامع القواعد" کا حصہ صرف، اردو لسانی مطالعے کی اہم منزل ہے۔ یہ حصہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے مرتب کیا۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کا شمار اردو لسانیات کے جدید علماء میں ہوتا ہے۔ وہ اردو زبان کے لسانی نظام اور مزاج سے آگاہ تھے اور اردو لسانی تاریخ و تحقیقات پر ان کی گہری نظر تھی۔ اس کے علاوہ جدید لسانی مطالعے اور رویے بھی ان کی نظر میں تھے۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اردو قواعد کا مطالعہ جدید لسانی اصولوں کے مطابق کرنے کے بعد اپنی تحقیقات 'جامع القواعد' میں پیش کیں۔ یہ کتاب اردو میں پہلی مرتبہ جدید لسانیاتی پیمانوں کے مطابق مرتب ہوئی ہے۔ اس کی ترتیب، مباحث وغیرہ میں لسانیات کے تازہ ترین نظریات اور رویوں کی عکاسی ملتی ہے۔

"جامع القواعد" کے ابتدائی تین ابواب میں اردو کے تاریخی پس منظر، لسانی ڈھانچے اور اردو قواعد نویسی کی روایت پر بحث کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں اردو اصوات کی بحث سے حصہ صرف شروع ہوتا ہے۔ روایتی اردو قواعد کی ابتدا حروف تہجی کی بحث سے ہوتی تھی۔ فونیم اور ان کی تحریری صورت میں موجود فرق کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ 'جامع القواعد' میں اس روایتی طریقہ کار کی بجائے اردو کے صوتی نظام کے مطالعے سے بحث شروع کی گئی ہے۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے مطابق

"روایتی طریقہ کار جس میں قواعد نویسی کا آغاز حرف کی بحث سے کیا ہے، گمراہ کن اور مبہم ہے۔"(۱۰)

آواز کی بحث صوتیے سے شروع ہوتی ہے۔ صوتیہ اس کی اکائی ہے۔

"صوتیہ، صوت کا اقل ترین جز ہے، جس کا مزید تجزیہ یا تکسیر ممکن نہ ہو اور اس اقل ترین جز کا فرق کلام میں فرق پیدا کردے۔"(۱۱)

صوتیے اور حرف کا تعلق ڈاکٹر صدیقی کے مطابق کچھ یوں ہے

"یہ ضروری نہیں کہ کسی زبان کے ایک صوتیے کو ایک حرف پوری صحت کے ساتھ بیان کر سکے، اس لیے اکثر ایک مفرد صوت یعنی صوتیہ کو ایک سے زیادہ علامات کی مدد سے ظاہر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اور اکثر ایک بنیادی علامت میں ایزاد اور اضافے سے مختلف صوتیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔"(۱۲)

ان کے مطابق دنیا کی زیادہ تر زبانوں کے حروف اس قابل نہیں ہوتے کہ اصوات کی مختلف صورتوں کو بعینہ ظاہر کر سکے۔ اردو تحریر میں اعراب کے ذریعے کسی نہ کسی حد تک اس مسئلے پر قابو پا سکتے ہیں البتہ ایسی بے شمار بامعنی اصوات ہیں جن کو مکمل مفہوم کے ساتھ ظاہر کرنے کے لیے حروف یا اعراب موجود نہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے مثالوں کے ذریعے وضاحت بھی پیش کر دی ہے۔ صوتیہ کی اقسام اور ذیلی اقسام بیان کرتے ہوئے وہ روایتی قواعد سے تقابل بھی کرتے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے تسلسل کے ساتھ روایتی اردو قواعد کی خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔ ان کے مطابق:

"مصمتوں اور مصوتوں کو بھی روایتی قواعد میں حروف کے ذریعے بیان کیا جاتا ہے۔ وہاں انہیں حروف صحیح اور علت کے تحت دیکھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر اصوات کی بحث اور قسمیں ہیں۔"(۱۳)

مصمتے کی بحث زیادہ پیچیدہ اور اختلاف نہیں رکھتی, سوائے اس کے کہ روایتی قواعد میں انہیں حروف صحیح اور ڈاکٹر ابواللیث نے مصمتہ کہا ہے۔ البتہ صوتیات کے جدید طریقوں کا حوالہ دیتے ہوئے وہ ہائیہ آوازوں کو یک صوتی مصمتہ شمار نہیں کرتے۔ ان کے مطابق چونکہ ان میں مصمتے کے ساتھ ایک مصوتہ بھی ادا ہوتا ہے لہٰذا یہ ہائیہ مصمتے ہیں۔ اردو مصمتوں کی تعداد ان کے مطابق ۴۴ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے پرانے قواعد نویسوں کے ہاں اس سلسلے میں پائے جانے والے فرق کا بھی ذکر کیا ہے۔ اردو میں دخیل یا مستعار عربی فارسی کے ہم صوت آوازوں کے ضمن میں ان کا موقف ہے کہ

"یہ آوازیں اردو میں اصل مخارج کے تحت ادا نہیں ہوتیں۔ لہٰذا یہ الگ صوتیے نہیں۔ البتہ ان اصوات کی تحریر کی بحث املا سے متعلق ہے۔ اگر صرفیہ کی تعریف کو سامنے رکھا جائے تو پھر یہ ہم صوت آوازیں معنی میں تبدیلی کا باعث بن رہی ہیں، لہٰذا ان کی تحریری صورت بھی مختلف ہونا چاہیے۔"(۱۴)

املا اور ہجے کے باب میں حروف تہجی سے زیادہ رسم الخط پر توجہ مرکوز رکھی گئی ہے۔ یہاں ان کا طرز استدلال عقلی اور عملی ہے۔ اردو ماہرین یہاں پر بھی دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ اردو کے لیے رائج خط اس زبان کے لیے اکمل ترین اور بہترین ہے۔ اس کے ذریعے عربی و فارسی سے ہمارا تعلق قائم ہے۔ اردو کا سارا علمی و ادبی سرمایہ اسی خط میں محفوظ ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ یہ خط نئے سیکھنے والوں کے لیے حروف کی ایک سے زیادہ شکلوں کی وجہ سے کافی مشکل ہے۔ اس میں حروف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ نیز ہم صوت حروف بھی غیر ضروری ہیں۔ اس بارے میں ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کا خیال ہے کہ

"رسم الخط کا کسی مذہب یا تہذیب سے کوئی نسبی تعلق نہیں ہوتا۔ اور نہ کوئی خط اس اپنی زبانوں کی ساری اصوات کو ظاہر کرنے پر قادر ہے۔ اس بارے میں دنیا کی بیشتر اقوام کی مثالیں دی جاسکتی ہیں جنہوں نے اپنی زبان کا رسم الخط تبدیل کیا یا بہتر کیا۔"(۱۵)

صرف اور اس کے موضوعات میں صرفیہ یا مارفیم کی بحث شامل ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے صرفیہ کو بنیاد بنا کر علم صرف کا مطالعہ نہیں کیا بلکہ ابتدا صوتیہ سے کی ہے۔ حالانکہ جدید لسانیات میں اول الذکر طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اسم اور اس کی مختلف قسمیں، فعل اور اقسام، صورتیں، گردانیں، حرف اور اس کے مختلف گروہوں کے علاوہ مشتق اور مرکب الفاظ کی بحث اس کتاب میں کی گئی ہے۔ 'جامع القواعد' کا حصہ صرف اردو قواعد نویسی میں اہم اضافہ ہے۔ جدید لسانیاتی رجحانات کے تحت مرتبہ اس کتاب میں اردو قواعد نویسی کو علم لسانیات کے متعین نئے خطوط پر ڈالنے کی کوشش ملتی ہے۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے خوبصورت اور سلیس اسلوب میں مشکل مضامین کو رواں اور سہل طریقے سے بیان کر دیا ہے۔ جدید لسانیاتی نظریات کا ذکر کرتے ہوئے بھی اردو زبان کے عام طالب علم کی استعداد مد نظر رکھتے ہوئے گفتگو کرتے ہیں۔ بیشتر اصطلاحات و نقشہ جات، چارٹس وغیرہ کی وضاحت بھی اردو کے ذریعے ہی کی گئی ہے۔

"جامع القواعد" کا حصہ نحو ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے مدون کیا۔ ڈاکٹر غلام مصطفی خان بھی اردو کے لسانی نظام سے واقف اور مزاج شناس ہیں۔ اردو قواعد کا گہرا شعور رکھنے کے ساتھ ساتھ انہیں جدید قواعد نویسی پر بھی دسترس حاصل ہے۔ "جامع القواعد" حصہ نحو میں ڈاکٹر غلام مصطفی خان کی خصوصیات پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہیں جب وہ علم نحو کے مسائل سے بحث کرتے ہیں۔ آغاز میں جملے کی ساخت کے اعتبار سے مختلف اقسام بیان کی ہیں۔ اس کے علاوہ جملے کی عناصر ترکیبی پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ افعال کی بحث اور ان کی پیچیدگیوں کا بیان، قواعد نویسی میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع پر روایتی قواعد میں بھی کافی توجہ کی گئی۔ ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے جدید لسانی مطالعات کی روشنی میں اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ انہوں نے فعل اور قسام فعل کے علاوہ اس کے متعلقات کی ترتیب و ترکیب کو بھی بیان کیا ہے۔ مرکب جملوں اور اقسام، مسند اور مسند الیہ ہونے والے کلمات کا بیان، مثالوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ صفت اور موصوف کی بحث بھی تفصیل کے ساتھ کی گئی ہے۔ اردو زبان کے نحوی اصول و قواعد کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے عطف کی صورتیں، قسمیں، حروف اور ان کے استعمال کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ نحوی اصول و قواعد کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ مستثنیات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اردو علم نحو میں موجود عربی و فارسی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ روایتی قواعد نگاروں کے ہاں علم نحو کے ذیل میں پائی جانے والی غلط فہمیوں اور تسامحات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ املا، رموز و قاف اور اسلوب کے مسائل پر بھی اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ اسلوب کے ضمن میں ڈاکٹر غلام مصطفی خان پنڈت کیفی کے نقطہ نظر سے اتفاق کرتے ہیں۔ اسی لیے انہوں نے جملے میں تصریفی قواعد کے خلاف معنی دینے والے الفاظ، فقرے اور مرکبات پر بھی بحث کی ہے۔

کتاب کے مقدمے میں نحو کی تعریف کے علاوہ اردو میں علم نحو کی تاریخ کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں جملے کی ساخت اور اس کی مختلف اقسام کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ دوسرے باب میں مسند الیہ کے کلمات کی بحث شامل ہے۔ اس ضمن میں اسماء، ضمائر

، مصادر کے علاوہ تذکیر و تانیث بہ حالت فاعلی اور ضمائر کی فاعلی اور مجروری حالتوں کا بیان ملتا ہے۔ مسند کے عنوان سے قائم باب میں ان کلمات کا ذکر کیا گیا ہے جو مختلف صورتوں میں بطور مسند استعمال ہوسکتے ہیں۔ مفعولی اور تکمیلی کی خصوصیات کے ساتھ ان کے فوائد و استعمال کے طریقوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ صفات کے ضمن میں تفصیل سے اردو صفات کی خصوصیات کے علاوہ صفت اور موصوف کے تعلق پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اردو زبان کے حروف اور ان کی خصوصیات کے علاوہ بعض تصریحات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ حروف عطف کی تفصیل علیحدہ باب میں ملتی ہے۔ عطف کی حالتوں، اقسام پر بحث کی گئی ہے۔ املا اور علامات وقف کے عنوان سے قائم باب میں زیادہ تر بحث تصریفات کے حوالے سے ہے۔ خان آرزو، انشا، غالب وغیرہ کی تصریفات کا محاکمہ کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری کی کتاب "اردو قواعد" میں بھی لسانی و علمی طریقہ کار اپنایا گیا ہے۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری کی وفات کے بعد سامنے آنے والی یہ کتاب مکمل تو نہیں البتہ مطبوعہ کتاب سے اس کی وقعت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ ہند آریائی زبانوں کی تاریخ و ساخت پر عبور رکھتے تھے۔ تاریخی لسانیات میں ان کا تحقیقی کام بھی حوالے کا درجہ رکھتا ہے۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری اردو زبان کے مزاج اور لسانی نظام سے بھی بخوبی واقف تھے۔ اس کتاب میں اسم کے باب میں اسم اور اس کی اقسام، اسم ماخوذ، اسم مرکب، عدد، حالت، اسمائے مطلقہ اور جنس جیسے موضوعات زیر بحث ہیں۔

"عمومی لسانیات" ڈاکٹر عبدالسلام کی مرتبہ کتاب ہے۔ ویسے تو اس کتاب کا بنیادی موضوع جدید لسانیات ہے۔ البتہ اس کے چوتھے باب میں قواعد کے عنوان سے قواعد، صرف اور نحو کا بیان ہے۔۔ اردو قواعد نویسی کی تحقیق کے لیے مجموعی طور پر ڈاکٹر عبدالسلام نے مغربی لسانیاتی ذرائع سے استفادہ کیا ہے۔ روایتی اردو قواعد نویسی سے گریز برتتے ہوئے انہوں نے اپنی کتاب مدون کی ہے۔ ابواب بندی سے لے کر مباحث تک مغربی لسانی مآخذات کے حوالے نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی اردو زبان پر مضبوط گرفت اور اردو کی ساخت اور اس کے لسانی نظام سے آگہی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ عربی اور فارسی قواعد کی پیروی میں اردو زبان کے قواعد کی ترتیب ان کے مطابق درست نہیں۔ جس طرح انگریزی قواعد کو لاطینی کے اثرات سے نکلنا پڑا، اسی طرح اردو زبان کی قواعد بھی جدید لسانیاتی ضوابط کے تحت مرتب ہونا چاہیے۔ کیونکہ روایتی قواعد میں اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ دوسری زبان کی باریکیوں کو بھی بیان کرسکے۔ ان کے مطابق ہئیتی یا توضیحی قواعد کے ذریعے ہی زبانوں کی تفہیم آسان ہوسکتی ہے:

> "اجزائے کلام کی تعریفوں کی بنا پر پیدا ہونے والی الجھنوں کا شکار صرف ہمارے قواعد ہی نہیں ہوئی بلکہ انگریزی کے قواعد بھی ہوئے۔ جس طرح ہمارے قواعد عربی فارسی سے ماخوذ تھے، اسی طرح انگریزی کے قواعد لاطینی اور یونانی پر مبنی تھے۔ ضروری نہیں کہ جو تعریفیں ان کلاسیکی زبانوں کے جملوں کی ساخت کے اعتبار سے ان زبانوں کے لیے درست تھیں وہ جدید زبانوں کے بارے میں بھی درست ثابت ہوں۔"(١٦)

جدید قواعد کے بعض مسائل کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ مثلاً قواعد اور فونالوجی کا تعلق کس حد تک ضروری ہے۔ کیا ان دونوں کا مطالعہ ایک ساتھ کرنا چاہیے یا ان کو الگ اصناف کے طور پر برتنے کی ضرورت ہے۔ قواعد کی بحث کے سلسلے میں معنی کا ذکر کیا جانا چاہیے یا نہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام کے مطابق:

"لسانیات کی شاخوں کا مطالعہ دراصل زبان کے تجزیے کی مختلف سطحیں ہیں۔ ہر سطح کی غایت اور موضوع مخصوص ہوتے ہیں مگر بہت سے موضوعات ان میں مشترک بھی ہوتے ہیں۔ ایک شعبے سے مطالعے سے حاصل شدہ معلومات دوسرے شعبے میں بھی کام آسکتی ہیں۔ خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ان کو آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔"(۱۷)

روایتی قواعد میں صرف کی بحث حرف سے شروع ہوتی ہے۔ بعض جدید قواعد نویسوں نے صوت سے اس کی ابتدا کی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے صرف کو جدید ہئیتی قواعد کے تحت بیان کیا ہے۔ انہوں نے صرفیہ (مارفیم) سے بحث آغاز کیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کے مطابق صرفیے کی تعریف کچھ یوں ہے:

"زبان میں با معنی اقلی جزو کو صرفیہ کہتے ہیں، جس کی مزید تقسیم ممکن نہ ہو۔"(۱۸)

صرفیہ کی اقسام (پابند، آزاد) اور ان کی حالتوں کے ذکر کے بعد تصریف کی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ جدید روایتی قواعد میں صرف کی بحث کافی مختصر ہوگئی ہے۔ انگریزی اصطلاحات کا استعمال اور انگریزی زبان سے مثالوں کی وجہ سے صرف کی بحث ثقالت کا شکار ہوگئی ہے، ایک قاری کے لیے اس کو سمجھنا دشوار ثابت ہو سکتا ہے۔ اصوات کی ہئیت ظاہر کرنے کے لیے صوتیاتی حروف (IPA) کا استعمال کیا گیا ہے۔ یہ چیزیں اردو میں نووارد ہیں اور ان کا رواج ابھی مستحکم نہیں ہوا۔ یوں پیچیدگی مزید بڑھ جاتی ہے۔ بہر حال یہ لازم ہے کہ اردو قواعد کی جدید لسانیاتی خطوط پر تدریس ہو اور یہ کام ابتدائی جماعتوں سے ہی شروع ہو جانا چاہیے۔ نحو کے باب میں انہوں نے جملہ، جملے کی ساخت، جملوں کی تقسیم جیسے موضوعات کا مطالعہ جدید نحویات کے حوالے سے کیا ہے۔ روایتی قواعد میں صرف کی اہمیت زیادہ تھی جبکہ بلوم فیلڈ اور دیگر ماہرین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

"جدید لسانیات میں بھی نحو کا موضوع جملہ اور اس کے اجزاء ہی کو قرار دیا جاتا ہے۔ پرانے زمانے میں زیادہ توجہ صرف کے مطالعے پر دی جاتی تھی۔ آج نحو کو قواعد کا اہم تر جزو سمجھا جاتا ہے۔"(۱۹)

ان کے مطابق محض چند الفاظ کی جمع بندی سے جملہ نہیں بنتا۔ گرامر ہی ایسے اصول فراہم کرتی ہے جن کے تحت الفاظ کو جوڑ کر پہلے فقرہ اور ان فقروں سے جملے بنتے ہیں۔ ہئیتی قواعد کی روایت چونکہ نسبتاً نئی ہے اور عام طور پر روایتی قواعد کے بالکل متصادم معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا اس طریقۂ قواعد کو مکمل رائج ہونے میں وقت لگے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے ابتدائی جماعتوں سے ہی طلبہ کو جدید لسانی طریق پر قواعد پڑھائے جائیں۔ موجودہ صورتحال اس کے برعکس ہے۔

"اردو قواعد و املا کے بنیادی اصول" ڈاکٹر آفتاب احمد کی مرتبہ کتاب ہے۔ ڈاکٹر آفتاب احمد کی اس کتاب میں قواعد کے ساختیاتی پہلوؤں اور ضابطوں پر آسان زبان میں بحث کی گئی ہے۔ انہوں نے پیش لفظ میں دعویٰ کیا ہے کہ

"ان اصولوں کو جاننا ہر طالب علم کے لیے از حد ضروری ہے۔ ان کو جانے بغیر صحیح اردو لکھنا اور بولنا ممکن نہیں۔ یہ اصول وضوابط ہی ہیں جو کسی زبان کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔"(۲۰)

ڈاکٹر آفتاب احمد اردو کے قواعد سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ اس کے لطیف نکات اور باریکیوں پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔اس تالیف میں انہوں نے اردو زبان کے سیکھنے اور سکھانے کے تمام پہلوؤں کو یکجا کر دیا ہے۔فہرست کے مطالعے سے ہی یہ ظاہر ہو جاتا ہے کتاب درسی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر مرتب کی گئی ہے۔اس لیے اسے ہدایتی و روایتی قواعد نویسی کا تسلسل کہا جا سکتا ہے۔طلبہ کی آسانی کے لیے کتاب میں صرف و نحو کے علمی مباحث اور اختلافات سے گریز اختیار کیا گیا ہے۔ایک رواں طریق پر صرف و نحو کے موضوعات کو بیان کیا گیا ہے۔ڈاکٹر شفیق احمد کے مطابق:

"اس موضوع پر لکھی گئی دوسری کتابوں کے مقابلے میں ڈاکٹر صاحب کی اس تالیف کا اختصاص یہ ہے کہ دیگر کتب میں بہت سی باتیں مقدمات مشہورہ سمجھ کر چھوڑ دی جاتی ہیں اور یہ تصور کر لیا جاتا ہے کہ قاری انہیں از خود سمجھ لے گا۔ لیکن آفتاب صاحب نے یہ روش اختیار کرنے کی بجائے معمولی سے معمولی امر پر بھی توجہ کی ہے اور کوئی پہلو تشنہ نہیں رہنے دیا، بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس کتاب کے ذریعے اردو زبان کے کئی ایسے اصول وضوابط بھی سامنے آئے ہیں جن پر پہلے کسی نے غور ہی نہیں کیا تھا۔"(۲۱)

ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ کا شمار اکیسویں صدی کے اردو قواعد نویسوں میں ہوتا ہے۔اردو کے لسانی مزاج سے بخوبی آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ جدید لسانی تحقیقات پر بھی ان کی گہری نظر ہے۔ قواعد اردو پر ان کی کتاب ۲۰۱۰ء میں سامنے آئی۔مقتدرہ قومی زبان کے تحت شائع ہونے والی یہ کتاب بنیادی طور پر روایتی قواعد نویسی کے اصولوں کے تحت مرتب ہوئی ہے۔اس کی وجہ پیش لفظ میں افتخار عارف صاحب کے مطابق یہ ہے کہ

"مذکورہ کتاب طلبہ اور اساتذہ کی ضروریات کو پورا کرنے کی ایک کوشش ہے۔" (۲۲)

مذکورہ کتاب عربی، فارسی و ہندی قواعد نویسی سے استفادہ کرتے ہوئے روایتی انداز میں اردو قواعد کے مسائل کو بیان کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اختلافی مقامات پر ان کی نشاندہی کر دی گئی ہے، البتہ حوالہ جات یا اپنی رائے شامل نہیں کی گئی۔ قواعد کے تمام چھوٹے بڑے اجزاء الگ الگ عنوانات کے تحت فہرست میں شامل ہیں۔ جس سے لازماً قاری کو مطلوبہ موضوع تک پہنچنے میں آسانی ہو گی۔ اردو قواعد کی اس کتاب میں ہر عنوان کی تعریف، قسمیں اور مثالیں نہایت تفصیل کے ساتھ دی گئی ہیں۔الفاظ کی بحث میں ساخت کے علاوہ، تراکیب اور ماٰخذات کا بھی تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ افعال، مصادر کی بحث میں گردانیں اور نقشہ جات بھی فراہم کر دیے گئے ہیں۔افعال اور سابقوں، لاحقوں کے ضمن میں ایک خاص اضافہ یہ ہے کہ ایک فہرست لفظی اور لغوی معنی کے ساتھ شامل کی گئی ہے، جو ذخیرہ الفاظ کی توسیع کا ذریعہ بن سکتی ہے۔مرکبات اور اصطلاحات سازی میں بھی جدت کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور عربی فارسی اور ہندی ماٰخذات سے رہنمائی لی گئی ہے۔

اس جائزے کے بعد یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں قواعد کی بحث دو متوازی خطوط پر مبنی ہے۔ ایک گروہ روایتی قواعد نویسی کی پیروی کرتے ہوئے اردو قواعد مرتب کر رہا ہے۔اس طرح کے قواعد زیادہ تر درسی و تعلیمی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ان کو عربی

و فارسی قواعد نویسی کے تحت مرتبہ ابتدائی اردو قواعد کا سلیس خلاصہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان میں جدید لسانی تحقیقات و اصطلاحات کے اثرات نہیں پائے جاتے۔ دوسرے گروہ میں شامل قواعد کو جدید لسانیاتی یا توضیحی، ہیئتی قواعد قرار دے سکتے ہیں۔ ان کی تعداد پہلے گروہ کی نسبت کم ہے۔ البتہ ان میں روایتی سے زیادہ جدید لسانیاتی اصول و ضوابط پر زور دیا گیا ہے۔ لسانیات کے جدید اور سائنسی طریقوں کے مطابق اردو قواعد کی تفہیم کی کوشش کی گئی ہے۔ دوسرے گروہ میں شامل قواعد کو ابلاغ کا مسئلہ بھی درپیش ہے۔ اس کی بنیادی وجہ پاکستان میں لسانیات کے شعبے میں دل چسپی کا فقدان ہے۔ وطن عزیز کی کسی یونیورسٹی میں بھی اردو لسانیات کا شعبہ تاحال موجود نہیں۔ ملک بھر میں کہیں بھی اردو میں اس مضمون میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع دستیاب نہیں۔ ہونا یہ چاہیے کہ ابتدائی سطح پر ہی جدید لسانیاتی طریقوں کے مطابق قواعد کی تعلیم دی جائے۔ تاکہ آگے چل کر طلبہ گومگو کا شکار نہ ہو۔ جدید لسانیاتی تحقیقات کے مطابق ہی بنیادی، درسی و تعلیمی قواعد مرتب کیے جائیں۔

حوالہ جات:

۱۔ www.wikipedia.com/morpheme، بتاریخ 12,10,2013

۲۔ اقتدار حسین خان، ڈاکٹر، لسانیات کے بنیادی اصول، ایجوکیشنل بک ہاوس، علی گڑھ، ۱۹۸۵ئ، ص ۸۹

۳۔ خلیل صدیقی، پروفیسر، لسانی مباحث، زمرد پبلی کیشنز، کوئٹہ، ص ۲۰۴

۴۔ شوکت سبزواری، ڈاکٹر، اردو لسانیات، ایجوکیشنل بک ہاوس، علی گڑھ، ۱۹۹۶ء

۵۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، لاہور اکیڈمی، لاہور، ص ۳۱

۶۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، مرکزی اردو بورڈ، لاہور، ۱۹۷۱ئ، ص ۲۰

۷۔ سہیل عباس بلوچ، ڈاکٹر، بنیادی اردو قواعد، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء، ص ۱۹

۸۔ غلام مصطفی، ڈاکٹر، جامع القواعد حصہ نحو، مرکزی اردو بورڈ، لاہور، ۱۹۷۳ئ، ص ۹

۹۔ سہیل عباس بلوچ، ڈاکٹر، بنیادی اردو قواعد، ص ۳۸۱

۱۰۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، ص ۱۸۲

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۸۳ ۱۲۔ ایضاً، ص ۱۸۲ ۱۳۔ ایضاً، ص ۱۸۵ ۱۴۔ ایضاً، ص ۲۰۰ ۱۵۔ ایضاً، ص ۲۰۲

۱۶۔ عبدالسلام، ڈاکٹر، عمومی لسانیات ایک تعارف، رائل بک کمپنی، کراچی، ۱۹۹۳ء، ص ۱۲۸

۱۷۔ عبدالسلام، ڈاکٹر، عمومی لسانیات ایک تعارف، ص ۱۷۲

۱۸۔ ، ایضاً، ص ۱۷۳ ۱۹۔ ، ایضاً، ص ۱۹۱

۲۰۔ محمد آفتاب احمد، ثاقب، ڈاکٹر، اردو قواعد و املا کے بنیادی اصول، نقش گر، راولپنڈی، ۲۰۰۷ء، ص ۵

۲۱۔ شفیق احمد، ڈاکٹر مضمون مشمولہ، اردو قواعد و املا کے بنیادی اصول، مرتب محمد آفتاب احمدؔ، ص ۹

۲۲۔ افتخار عارف، پیش لفظ، مشمولہ: بنیادی اردو قواعد، ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ (مرتب)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆☆